السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

قربانی واجب ہے یا سنت یا مستحب؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

قربانی کے واجب اور سنت ہونے میں اختلاف ہے۔

امام ربیعہ لیثؒ، ابو حنیفہؒ اوراوزاعی رحمہ اللہ کے نزدیک جس پر زکوٰۃ واجب ہے، اس پر قربانی بھی واجب ہے، تاہم میدان منیٰ میں حاجی پر یہ ائمہ قربانی واجب نہیں سمجھتے۔

(امام محمد بن حسن شیبانی رحمہ اللہ کے نزدیک مقیم شہری پر قربانی واجب ہے، مسافر پر نہیں۔ (شرح مھذب: ص۲۹۹ ج۸

ایک روایت کے مطابق امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک صاحب استطاعت پر قربانی سنت واجبہ ہے۔

امام شافعی رحمہ اللہ، ابویوسف رحمہ اللہ اور مشہور و مختار قول کے مطابق قربانی سنت مؤکدہ ہے۔

ان اقوال کا تجزیہ کرنے میں صرف دو مسلک واضح ہوتے ہیں۔ (۱) وجوب (۲) سنت۔

وجوب کے دلائل:

(۔ عَنْ عَامِرٍ أَبِي رَمْلَةَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مِخْنَفُ بْنُ سُلَيْمٍ، قَالَ: وَنَحْنُ وُقُوفٌ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَفَاتٍ قَالَ: «يَا أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّ عَلَى كُلِّ أَهْلِ بَيْتٍ فِي كُلِّ عَامٍ أُضْحِيَّةً وَعَتِيرَةً۔ (عون المعبود: ص۴۹ ج۳۔ نسائی ج۲ص ۱۱۸۱

مخنف بن سلیم کہتے ہیں کہ عرفات کے میدان میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہر سال ایک دفعہ ہر اہل خانہ پر قربانی اور عتیرہ واجب ہے۔

تبصرہ۔۔۔۔ : یہ حدیث ضعیف ہے۔ کیونکہ ابو رملہ بقول حافظ ابن حجر تیسرے طبقہ کا راوی ہے اور مجہول الحال ہے۔

(وقال الخطابی ھذا الحدیث ضعیف المخرج لان ابا رملة مجھول۔ (شرح مھذب ص۳۰۰ ج۸

(۔ عَنْ اَبِیْ ھرُیرہ قال قال رسول اللہ ﷺ مَنْ کَانَ لَہٗ سِعَۃ فَلَمْ یضح فلا یقربن مصلانا۔ (ابن ماجۃ باب الاضاحی واجبۃ ام لا۔ ص ۲۷۱ ج ۲۲

"کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: جو شخص استطاعت کے باوجود قربانی نہ کرے وہ ہماری عیدگاہ میں نہ آئے۔

تبصرہ۔۔۔ : یہ حدیث حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ پر موقوف ہے، مرفوع نہیں ہے۔

(قال البیھقی عن الترمذی الصحیح أنہ موقوف۔ (شرح مھذب: ص۳۰۰ ج۸

:اگرچہ امام حاکم نے اس کو صحیح کہا ہے لیکن ان کا تساہل بھی مشہور ہے۔ چنانچہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں

رِجَالُہُ ثِقَاتٌ لکِنِ اخْتُلِفَ فِی رَفْعِہِ وَوَقْفِہِ وَالْمَوْقُوفُ أَشْبَہُ بِالصَّوَابِ۔

کہ صحیح بات یہ ہے کہ حدیث موقوف ہے۔

تبصرہ۔۔۔ : اس میں تاکید ہے جیسے کہ کچا پیاز کھا کر مسجد میں آنے سے منع کیا گیا ہے۔ حالانکہ کچا پیاز کسی کے نزدیک بھی حرام نہیں ہے۔

(عن جُنْدَبَ بْنَ سُفْيَانَ الْبَجَلِيَّ، قَالَ: شَهِدْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ النَّحْرِ، فَقَالَ: «مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ أَنْ يُصَلِّيَ فَلْيُعِدْ مَكَانَهَا أُخْرَى۔ (بخاری: ص۸۳۴ ج۲

کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس نے نماز عید سے پہلے قربانی کا جانور ذبح کر دیا ہے وہ اور جانور ذبح کرے۔

تبصرہ۔۔۔: اس حدیث میں امر کا صیغہ فلیذبح وجوب کے لئے نہیں ہے بلکہ استحباب کے لئے ہے۔ چنانچہ امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں

(فما کان منها ضعیفا لا حجة فیه وما کان صحیحا فهو مَحْمُولٌ عَلَى الِاسْتِحْبَابِ جمعا بَيْنَ الْأَدِلَّةِ وَاللَّهُ أَعْلَمُ۔ (شرح مھذب: ص ۳۰۱ ج ۸

کہ جو روایتیں ضعیف ہیں وہ دلیل وجوب نہیں بن سکتیں اور جو دلائل صحیح ہیں تو ان میں اور دوسرے منفی دلائل میں تطبیق یہ ہے کہ یہ استحباب پر محمول ہیں۔

قربانی کے سنت ہونے پر دلائل:

بخاری شریف میں ب اب سنة الاضحیة وقال ابن عمر ھی سنة ومعروف کی شرح میں حافظ ابن حجر فرماتے ہیں:

(کانہ ترجم بالسنة إشارۃ إلی مخالفة من قال بوجوبها قال ابن احد من الصحابة أنها واجبة وصح أنہ غیر واجبة عن الجمهور۔ (محلی ابن حزم، ص ۳۰۸) (فتاویٰ نذیریہ ص ۲۵۵ ج ۳

کہ اس باب سے امام بخاری کی غرض صرف ان لوگوں کے ساتھ اختلاف کرنا ہے جن کے نزدیک قربانی واجب ہے۔ ابن حزم فرماتے ہیں کہ کسی صحابی سے بھی بسند صحیح قربانی کا وجوب ثابت نہیں ہے۔ اور جمہور کے نزدیک صحیح یہ ہے قربانی سنت ہے۔

پھر امام بخاری رحمہ اللہ اپنے دعویٰ میں یہ دو حدیثیں لائے ہیں:

(۔ عَنِ البَرَاءِ بنِ عَازِبٍ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنَّ أَوَّلَ مَا نَبْدَأُ فِي يَوْمِنَا هَذَا أَنْ نُصَلِّيَ، ثُمَّ نَرْجِعَ فَنَنْحَرَ، فَمَنْ فَعَلَ ذَلِكَ فَقَدْ أَصَابَ سُنَّتَنَا۔ (بخاری: کتاب الاضاحی ص ۸۳۲ ج ۱۲

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ہم بقر عید کے دن سب سے پہلے نماز عید ادا کرتے ہیں، پھر واپس آ کر قربانی ذبح کرتے ہیں۔ جس نے ہماری طرح کیا، اس نے ہماری سنت کو پالیا۔

(۔ عن انس بن مالک قال النبی ﷺ من ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلَاةِ فَإِنَّمَا يَذْبَحُ لِنَفْسِهِ، وَمَنْ ذَبَحَ بَعْدَ الصَّلَاةِ فَقَدْ تَمَّ نُسُكُهُ وَأَصَابَ سُنَّةَ الْمُسْلِمِينَ۔ (بخاری: ص ۸۳۲ ج ۲۲

آنحضرت ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے نماز عید سے پہلے قربانی ذبح کی تو اس نے اپنی ذات کے لئے ذبح کی اور جس نے نماز عید کے بعد ذبح کی تو اس کی قربانی پوری ہوگئی اور مسلمانوں کی سنت پر عمل کیا۔

(۔ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «إِذَا رَأَيْتُمْ هِلَالَ ذِي الْحِجَّةِ، وَأَرَادَ أَحَدُكُمْ أَنْ يُضَحِّيَ، فَلْيُمْسِكْ عَنْ شَعْرِهِ وَأَظْفَارِهِ۔ (مسلم مع نووی ص ۱۶۰ ج ۳۲

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب تم ذوالحجہ کا چاند دیکھ لو اور کوئی قربانی کا ارادہ کرے تو وہ اپنے بال اور ناخن نہ لے۔

اس حدیث میں قربانی کو قربانی کرنے والے کے ارادہ پر چھوڑ دیا گیا ہے۔ اگر قربانی واجب ہوتی تو پھر قربانی کرنا، قربانی کرنے والے کے ارادہ پر نہ چھوڑا جاتا، چنانچہ امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

(ھذا دلیل ان التضحیة لیست بواجبة لقوله ﷺ وأراد فجعله مفوضا إلی ارادته ولو کانت واجبة لقال فلا یمس عن شعرہ حتی یضحی۔ (شرح مھذب: ص ۳۰۰ ج ۸

کہ یہ حدیث قربانی کے واجب نہ ہونے کی دلیل ہے۔ اگر قربانی واجب ہوتی تو آنحضرت ﷺ قربانی کو قربانی کرنے والے کے سپرد نہ کرتے بلکہ فرماتے کہ قربانی کرنے والا، قربانی ذبح کرنے سے پہلے بال اور ناخن نہ لے۔ امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

(ولأنَّ التضحیة لو کانت واجبة لم تسقط بفوات علیل ھذا کالجمعة وسائر الواجبات ووافقنا الحنفیة علی أنها إذا فاتت لا یجب القضاء عنها۔ (شرح مھذب ج ۸ ص ۳۰۱

یعنی اگر قربانی واجب ہوتی تو فوت ہوجانے کی صورت میں اس کی قضا واجب ہوتی، حالانکہ قضا لازم نہ ہونے میں خود حنفیہ، جو کہ وجوب کے قائل ہیں، بھی ہمارے ساتھ اتفاق کرتے ہیں۔

بہر حال ان احادیث صحیحہ سے ثابت ہوتا ہے کہ قربانی سنت مؤکدہ ہے، واجب نہیں اور جمہور اہل علم کا یہی مذہب ہے، چنانچہ امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فَقَالَ جُمْهُورُهُمْ هِيَ سُنَّةٌ فِي حَقِّهِ إِنْ تَرَكَهَا بِلَا عُذْرٍ لَمْ يَأْثَمْ وَلَمْ يَلْزَمْهُ الْقَضَاءُ وَمِمَّنْ قَالَ بِهَذَا أَبُو بَكْرٍ الصديق وَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَبِلَالٌ وَأَبُو مَسْعُودٍ الْبَدْرِيُّ وَسَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَعَلْقَمَةُ وَالْأَسْوَدُ وَعَطَاءٌ وَمَالِكٌ وَأَحْمَدُ وَأَبُو يُوسُفَ وَإِسْحَاقُ وَأَبُو ثَوْرٍ وَالْمُزَنِيُّ وَابْنُ الْمُنْذِرِ وَدَاوُدُ وَغَيْرُهُمْ۔ (نووی شرح مسلم: ص ۱۵۳ ج ۲ شرح مھذب: ص ۲۹۹ ج ۸

کہ صاحب استطاعت پر قربانی واجب نہیں۔ اگر وہ بلا عذر چھوڑ دے تو نہ اس پر قضا لازم ہے اور نہ گناہ گار ہوگا۔

ابو بکر صدیق، عمر، ابو مسعود بدری، بلال رضی اللہ عنہم اور دیگر تابعین اور فقہاء کا یہی مذہب ہے۔

مگر اس خاکسار کے نزدیک صاحب استطاعت کو کھلی چھٹی دینا صحیح نہیں ہے کیونکہ قربانی سنت موکدہ اور دین الاسلام کا شعار ہے۔ اس میں سستی بشرط استطاعت حرماں نصیبی کے سوا کچھ نہیں اور سنت کا استخفاف مزید برآں ہے جب کہ قرآن مجید میں شعائر دینیہ کی حفاظت کا حکم ہے۔

وَمَن يُعَظِّمْ شَعَائِرَ اللَّهِ فَإِنَّهَا مِن تَقْوَى الْقُلُوبِ ۳۲ ...الحج...

امام شافعی فرماتے ہیں:

(التضحية سنة مؤكدة وشعار ظاهر ينبغي للقادر عليها المحافظة عليها ولا تجب باصل الشرع لان الاصل عدم الوجوب۔ (شرح مهذب: ص ٢٩٧ ج ٨

کہ قربانی سنت مؤکدہ اور دین کا شعار (امتیازی نشان) ہے۔ صاحب استطاعت کو اس کی حفاظت کرنی چاہیے، اگرچہ ازروئے شرعی دلائل واجب نہیں، میرے نزدیک بھی یہی صحیح ہے

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ محمدیہ

ج1ص587

محدث فتویٰ